قسط نمبر-1

تفرقہ بازی کے وجوہات اور اسکا علاج

محمد عباس فضلی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن والاه، أما بعد:

مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ بڑا طویل اور المناک ہے۔ یہ حکایت خونچکاں جتنی کم دہرائی جائے بہتر ہے، یہ حقیقت ہر حقیقت شناس کو ماننی ہی پڑے گی کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے قافلے کو عیسائیوں نے روکا، نہ یہودیوں نے اور نہ مجوسیوں نے نہ ہی ہندوؤں نے روکا۔ اسلام کی ترقی کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ بنا ہے تو صرف نام نہاد مسلمان! اسلام کی وحدت کو اگر پارہ پارہ کیا ہے تو بدعقیدہ و بدنیت مسلمانوں نے کیا ہے۔

مسلمان پہلے ایک امت تھے، اب فرقوں میں بٹ گئے۔ مسلمان پہلے ایک اللہ اور ایک رسول کے فرامین کو ہی اپنی دینی ودنیاوی رہنمائی کے لئے کافی سمجھتے، اور اسی حلقے کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کو اپنے لئے ذریعہ نجات تسلیم کرتے تھے۔ اب ایک اللہ، ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا مسلمان، ایک ایک امام، ایک ایک فرقہ اور ایک ایک مذہب کی اکائیوں میں بٹ گئے۔ مسلمان پہلے صراط مستقیم پر گامزن تھے، اب فرقہ بندی کے چوراہے پر منتشر ہیں۔

پہلے یہود ونصاری کے مقابلے میں خود کو اصحاب محمد یعنی محمدی کہہ کر فخر محسوس کرتے تھے۔ اب اس نسبت کو مسلمانوں نے محبت کا محدود دائرہ سمجھ کر اسے وسعت دینے کی کوشش میں اسلام اور مسلمانوں کی رفتار ترقی اور اسلامی اتحاد کی قوتوں کو بڑا دھچکا لگایا ہے۔ جس کا احساس ہر باشعور اور باغیرت مسلمان میں ضرور پایا جاتا ہے۔ اور اس کے سد باب کے لئے ہر سطح پر بزبان شاعر: (پھر فدا کردے لہو کو پھر زباں ہو یا قلم) کے مصداق کام جاری ہے۔ اللہ تعالی ان کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نواز کر پوری امت مسلمہ کو ایک اور نیک بنادے۔ آمین۔

بحیثیت مسلمان ضرورت اس بات کی تھی کہ ہم آپس میں بھائی چارگی کی فضا قائم رکھتے، ہمدردی غمخواری اور رواداری جیسے اوصاف حمیدہ سے متصف ہوتے۔ اگر ایسا ہوتا تو دوسرے ادیان کے لوگ ہمیں نفرت کی نظر سے نہ دیکھتے، قرون اولیٰ جیسا ماحول ہم میں پیدا ہوتا تو ہم غیروں کے قلوب واذہان پر کب سے قبضہ جما چکے ہوتے۔ لیکن ہم نے ہی اس مبارک فضا کو تعصب، نفرت، اور بے اعتمادی سے آلودہ کیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے دین کو سمجھنے والے دوسرے اقوام کے لوگوں کا یہ خیال

ان کے قلب وجگر میں جاگزیں ہو رہا ہے کہ ہم اسلام قبول کریں تو مسلمانوں میں ہم کہاں پناہ پائیں گے۔ جبکہ مسلمانوں کے فرقے آپس میں طعن وتشنیع کے تیر چھوڑ رہے ہیں!

تاریخ ایک بار پھر پلٹ کر وہی نظارہ دکھا رہا ہے، جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا، ظلمتوں اور اندھیروں میں پڑے ہوئے لوگوں میں سے جو طاقتور ہوتے وہ کمزوروں پر ہر طرح سے ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے، دوسروں کی زیادتیوں سے بچے رہنے کی خاطر لیڈر اپنی اقوام کو ایک دوسرے پر جبر وتشدد کرنے پر اکساتیں، جیسا کہ زھیر بن ابی سلمی اپنے معلقات میں لکھتا ہے:

ومن لم یذد عن حوضه بسلاحه　　　یهدم ومن لا یَظلم الناسَ یُظلم

یعنی جو کوئی شخص اسلحہ سے لیس ہو کر اپنے چمن کا دفاع نہ کرے تو اسے منہدم، نیست ونابود کیا جائیگا اور جو کوئی دوسروں پر ظلم نہ کرے تو خود اس پر ضرور ظلم کیا جائیگا۔ اسی طرح ان کا ہر قبیلہ عصبیت کی بنا پر ایک دوسرے پر فخر کرتا، ایک دوسرے کو قتل کرتے، ہر قسم کی اخلاقی گراوٹ کا شکار رہتے، اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے نیک شخصیتوں کے مجسموں کو پوجتے اور اسے قربت الٰہی کا ذریعہ سمجھتے۔ البتہ معبودان باطل کی بے حد تعظیم کرنے کے باوجود انہیں خالق ومالک نہیں مانتے تھے۔ بلکہ وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ اللہ کے ان پیارے بندوں کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر پکارنے سے اللہ پاک خوش ہوجاتا ہے اور یہ نفوس قدسیہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے مقرب بنانے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ جس کی شہادت خود قرآن مجید ان الفاظ میں دیتا ہے۔

﴿ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی﴾ [الزمر/۳] ''ہم انہیں نہیں پوجتے مگر اسلئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کا ذریعہ ہے''۔

جب جزیرۃ العرب سے اسلام کا چراغ روشن ہوا اور اسکی روشنی سے اللہ کے بندوں پر رشد وہدایت کے شاہراہ کھل گئے، اور انہیں صراط مستقیم کی قندیلوں سے واضح اور مزین راستہ دکھائی دینے لگا، تو ساری برائیوں اور منکرات پر قابو پالیا گیا۔ حق آیا تو باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل ہی مٹنے والا تھا۔

اسلام کے اہم مقاصد میں سے سب سے پہلا مقصد معرفت الٰہی، اسکی وحدانیت بیان کرنا مقصود ہے۔ یعنی اس ذات واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہی اکیلا معبود برحق ہے اور اس کی صفات میں بھی کوئی ہمسر نہیں۔ یعنی رازقیت اور خالقیت، مشکل کشائی اور حاجت روائی اسی ذات واحد کی صفات ہیں جو اعلیٰ وکامل صفات سے متصف ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی خواہ اس کی شخصیت کتنی ہی بلند وبالا کیوں نہ ہو، ان صفات الٰہیہ سے متصف ہونے کے لائق نہیں۔ وہ بندگان الٰہی جنہیں اسکے مقرب ہونے کا شرف حاصل ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، عبادت اور تقویٰ میں دوسروں سے برتر ہوتے تھے۔ سب

مخلوقات اس ذات واحد کے محتاج ہیں، وہی ذات صمد ہے جو کسی کا محتاج نہیں۔ لہذا وہی اکیلا تمام محتاجوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔

جب تک مسلمان اسلام کے ان بنیادی مقاصد پر کار بند رہے، تب تک ایک جسم کی مانند رہے۔ جب اسکے اعضاء میں سے کوئی عضو درد محسوس کرتا تھا تو سارا جسم درد و بخار سے کانپ اٹھتا تھا۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے عقیدہ توحید سے روگردانی کرتے ہوئے اللہ کے بعض مقرب بندوں کو بعض ایسے کام سونپ دیے جو ان کے لئے لائق اور زیبا نہ تھا، ان کی مبارک زندگیاں تو اسی فکر میں گزری ہیں کہ کیا کرنے اور کیا نہ کرنے سے اللہ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل ہوگی۔ ان کی عبادتیں اور ریاضتیں ہرگز تصرفات الٰہیہ اور تدبیرِ کون ومکان میں حصہ حاصل کرنے کے لئے نہ تھیں، بلکہ وہ تو سب تقوی و پرہیز گاری کے پیکر تھے۔ رب العالمین کے سامنے اپنے آپ کو عاجز اور بے نوا بندے سمجھتے، حاجت روائی اور مشکل کشائی کو صرف اسی شان کبریائی کا مظہر سمجھتے۔ لیکن آج کے نام نہاد مسلمانوں کی ناسمجھی نے ہمیں خسارے میں ڈال دیا، تائید الٰہی ہم سے سلب ہوئی اور ہم دنیا کے نظر میں ایسے گھناؤنے کردار کے مالک قرار پائے، جسے دیکھ کر اقوام عالم ہمارے پیچھے اس طمع میں لگے کہ ہمارے حکمرانوں کو اپنا غلام بنا کر رعایا کے قلوب واذہان پر قبضہ جمائیں تاکہ ہم دین کے نام پر رہیں، کام ان کا چلے۔ اس طرح اسلام کے خلاف ان کے تمام تر منصوبے کامیاب ہوسکیں اور اسلامی دنیا اپنے نہج سے دور رہے، تاکہ تمام دنیا پر ان کا غلبہ رہے۔

مسلمان ہونے کے ناطے کیا ہم نے اس المیہ پر نوحہ کناں رہنے کے بجائے اس کی وجوہات پر کبھی غور وفکر کرنے، سوچنے اور سمجھنے کی زحمت گوارا کی ہے؟! اگر جواب اثبات میں دیتے ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے: کیا وجوہات کی نشاندہی کے بعد مسلمانوں کی تفرقہ بازی میں کسی حد تک کمی آئی ہے؟ اگر کمی نہیں آئی ہے، تو اسے اپنے نفس کا محاسبہ کر لینا چاہیے کہ وہ مخلص تھا؟! اگر اس کا کام مبنی برا خلاص تھا تو اس نے اللہ کی مخلوق پر ان آفتوں کے علاج کا نسخہ بھی تجویز کیا ہوگا۔ جس نسخہ کیمیا کو استعمال کر کے امت مسلمہ اپنی کھوئی ہوئی صحت وتوانائی پھر بحال کر سکے۔ جہاں تک میں اس طوفانی لہر میں غوطہ لگا کے گہرائیوں سے اس کی وجوہات جاننے کی کوشش کر سکا، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں، کہ ہم مسلمانوں میں چند ایسے عوامل موجود ہیں جو ہماری آفتوں، رسوائیوں اور کمزوریوں کا ذریعہ بنی ہیں۔ ان میں بدعت، تعصب، جہالت، خواہشات کی پیروی، اور تقلید جامد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتحاد واتفاق کی دولت سے نوازے، اور ہر قسم کی ہلاکت کے کاموں، ذلتوں اور رسوائیوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ (جاری ہے)